وَاعۡتَصِمُوا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا

خطبۂ استقبالیہ

منجانب

عالیجناب مستطاب الحاج میرزا ہاشم صاحب اصفہانی ناظم التجار دام اقبالہ

صدر مجلسِ استقبالیہ

اجلاسِ ہیجدہم آل انڈیا شیعہ کانفرنس

منعقدہ ۹، ۱۰، ۱۱ مارچ سنہ ۱۹۲۵ء

بمقام نور باغ بمبئی

باہتمام

مجلسِ استقبالیہ شیعہ کانفرنس

خلافت پریس بمبئی میں چھپکر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنامِ خداوندِ جان آفرین	حکیم سخن در زبان آفرین
مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے می آید	کہ ز انفاس خوشش بوئے کسے می آید
کس ندانست کہ منزل گہِ مقصود کجاست	این قدر ہست کہ بانگِ جرسے می آید

برادران ایمانی۔ سلامٌ علیکم۔

مؤمنین بمبئی نے مجھے یہ افتخار بخشا ہے کہ انکی طرف سے آپ حضرات کا استقبال کرون اور آپ کی تشریف آوری کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرون۔

حضرات! آپ کو معلوم ہوگا کہ اس مرتبہ آپ کی کانفرنس کے کام کیلئے ہم کو کس قدر کم وقت ملا ہے۔ بمبئی ایک وسیع اور عظیم الشان شہر ہے اور شیعون کی آبادی یہان بکھری ہوئی اور منتشر ہے۔ اس قدر تنگ وقت مین ہمین اپنے بھائیون تک آپ کی تشریف آوری کی خبر پہونچانا ہی اک امر دشوار تھا نہ یہ کہ آپ کی آسائش و آرام کا انتظام کرنا اور علے الخصوص مجھ ایسے شخص کے لئے جو چودہ برس انگلستان اور دیگر مقامات مین قیام کے بعد وارد بمبئی ہوا ہو۔ مجھے آپ کے اخلاق کریمانہ سے اُمید ہے کہ آپ حضرات کو جو تکالیف ہماری فروگذاشتون کے سبب سے پہونچی ہون اُنھین اِس کارِ خیر کو مدِ نظر رکھتے ہوئے جس کے لئے آپ نے اس قدر دور و دراز کا سفر اختیار فرمایا ہے معاف فرمائینگے۔

حضرات! سچی معذرت کے اظہار کے بعد اگر مین آپ کی "نوازشہائے بیجا" کا تذکرہ کرون تو آپ میری "شکایتہائے رنگین" سے ناراض نہ ہونگے اور وہ یہ کہ اب تک آپ کی تمام جد و جہد ممالک متحدہ آگرہ و اودھ یا پنجاب و بہار ہی تک محدود رہی ہے اور باوجودیکہ اس کانفرنس کو قائم ہوئے سترہ سال ہو گئے لیکن آپ حضرات نے بمبئی اور اطراف بمبئی مین اس کے اغراض و مقاصد کے اشاعت کی زیادہ کوشش نہین فرمائی۔ زیادہ کوشش بھی مین نے صرف آپ کی خاطر سے کہا ہے کہ جہان بُرا مان جائینگے۔ کہنا تو یہ چاہیے تھا کہ اب تک بمبئی آپ کی رہین تغافل ہی رہی ہے۔ خیر یہ بھی غنیمت ہے

بہت دنون مین تغافل نے تیرے پیدا کی ❁ وہ اک نگہ کہ بظاہر نگاہ سے کم ہے

حضرات! شیعیان بمبئی مین کمتر حصہ اُن حضرات کا تھا جو کانفرنس کو صرف نام سے جانتے تھے۔ بیشتر حصہ اُن افراد کا تھا۔ جو اس کے نام سے بھی واقف نہ تھے اور ایسے اشخاص کی ہستی تو عنقا ہی تھی جو کام سے واقف ہون۔ پھر اختلاف زبان نے اور بھی دقت پیدا کر دی۔ بنا برین اِس قلیل مدت مین ہم صرف اتنا ہی کر سکے ہین کہ شیعہ کانفرنس کے نام سے اپنے بھائیون کو آگاہ کر دیا ہے۔

حضرات! اگر ہمین صرف یہی کام کرنا ہوتا کہ شیعہ کانفرنس کے وجود سے ہم اپنے بھائیون کو آگاہ کر دیتے تو یہ کام چندان دشوار نہ تھا۔ بڑی مشکل یہ آپڑی کہ بعض برادران دینی مین کانفرنس کے متعلق غلط فہمیان پھیلی ہوئی تھین۔ یعنی ان کو یہ وسواس پیدا ہو گیا تھا کہ کہین بمبئی مین شیعہ کانفرنس کا انعقاد اسلام کے دو بڑے فرقون یعنی شیعہ اور سُنّی مین اختلاف کا باعث نہ ہو۔ آپ یہ سُنکر خوش ہونگے کہ بمبئی مین شیعون اور سُنّیون کے تعلقات نہایت خوشگوار ہین۔ اہالیان بمبئی بحمد اللہ ہمیشہ مذہبی جھگڑون سے دور رہتے ہین بلکہ ان کا بیشتر حصہ ان باتون سے ناآشنائے محض ہے۔ کیسی اچھی جہالت ہے جس پر علم کو رشک ہے۔ ان بھائیون کو امن پسندی اور صلح جوئی کا شیعہ طرز عمل سمجھانے مین ہمارا کافی وقت صرف ہوا۔ آپ کو یہ بھی معلوم کر کے مسرت ہوگی کہ بمبئی مین سنی بھائی عزاداری حسینؑ مظلوم مین شیعون سے کسی طرح کم حصہ نہین لیتے۔ قریب قریب تمام محلون مین نہایت شان و شوکت سے مجالس عزا برپا ہوتی ہین۔ اس مقام پر مین ان سُنّی بھائیون کا خاص طور سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہون جنھون نے شیعہ کانفرنس کا نہایت خوشی کے ساتھ خیر مقدم کیا اور ابتدا ہی سے اس کی تائید کی۔ یہی باتین ہین جو بمبئی کو دوسرے شہرون پر ممتاز کرتی ہین۔

بمبئی کے شیعون کی حالت پر ایک سرسری نظر

حضرات! یقینی طور پر کیا اندازاً بھی نہین کہا جا سکتا کہ بمبئی اور مضافات بمبئی مین شیعون کی تعداد کتنی ہے۔ صرف خوجے بھائیون کی تعداد تو صحیح طور پر معلوم ہو سکتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان مین جماعتی نظام ہے اور جماعت کے ہر فرد کا نام درج رجسٹر رہتا ہے لیکن ایرانی حضرات اور ہندوستانی اصحاب کا کوئی ایسا انتظام نہین ہے۔ مگر مین زور دیکر عرض کرونگا کہ عام قومی تنظیم کے لئے اسکی سخت ضرورت ہے اور یہ کام بادی النظر مین جتنا دشوار معلوم ہوتا ہے اتنا ہرگز نہین۔ بمبئی کی مشہور مجلس امامیہ نے اس کام کو انجام دینے کی چند بار ہمت کی۔ اگر شیعہ حضرات کی طرف سے اس انجمن کو امداد ملتی تو نہ صرف یہ کام آسان ہو جاتا بلکہ اسکے ذریعہ سے بہت سے مذہبی اور قومی کامون مین آسانیان پیدا ہو جاتین۔

یہ کام نہایت سہولیت کے ساتھ اسطرح انجام پاسکتا ہے کہ ہر مجلس روضہ خوانی مین شیعہ بھائیونکے نام اور پتے لکھے جانے کی کوشش کیجائے۔ باقاعدہ کام ہو تو اسکے لئے زیادہ سے زیادہ دو مہینہ کی مدت درکار ہے کیونکہ جہان جہان شیعونکی آبادی ہے وہان مہینہ مین متعدد بار مجالس عزا او رمحافل فضائل کا برپا ہونا لازمی ہے۔ شیعہ بھائیون کو جاننا چاہئے کہ ان مجالس متبرکہ کا مقصد

نشستند و گفتند و برخاستند

سے بہت زیادہ ہے۔ کاش وہ روضہ خوان اور وہ ذاکرین و واعظین جو فضائل و مصائب اہلبیت طاہرین بیان فرماتے ہین قومی حالت کا بھی مطالعہ فرمائین اور اس سے اپنے سامعین کو آگاہ کرین۔ ہمارے اسلاف اور ہمارے پیشواؤن نے جو کچھ کیا ہے اسکا جاننا تو ہمارے لئے بیشک فرض ہے لیکن ان ذوات مقدسہ کی مثال پیش نظر رکھکر ہمین یہ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ موجودہ زمانے مین ہمارے فرائض زندگی کیا ہین؟

فضائل و مصائب کی جو کتابین آجکل عام طور سے فروخت ہوتی ہین۔ کیا اچھا ہوتا اگر انھین کتابونمین فضائل اور مصائب کے ساتھ ان کا حاصل و نتیجہ بھی عوام الناس کے ذہن نشین کرایا جاتا جو انکی معاشرت مین انکا معین ہوتا اور انھین بہ تقلید ائمہ معصومین دینی اور دنیوی امور مین ترقی کرنے اور کاروباری آدمی ہونے کی طرف مائل کرتا۔ مجلسونمین جو باتین بیان کیجاتی ہین وہ اکثر یاد رہتی ہین اور جب بار بار دہرائی جائینگی تو انکا نقش کالحجر ہوجانا لازمی ہے اسلئے ان کتابونمین ایسی باتون کا تذکرہ نہایت ضروری ہے۔

حضرات! جو مشورہ مین نے دیا ہے اگر آپ اسے نیک خیال فرماتے ہین تو اسکے بعد یہ عرض کرونگا کہ ان باتون کو صرف کتبی تک محدود نہ رہنا چاہئے بلکہ عام طور پر آپکی مجلسون کا رنگ بدلنا چاہئے۔ اور وہان بکا اور ابکا کے ساتھ اخلاقی اور معاشرتی تعلیم بھی مد نظر رکھی جائے۔ حالی گستاخ کی طرح مین ادب کی حد سے بڑھکر یہ تو کہنے کی جسارت نہ کرونگا۔

ہوچکا ذکر قیامت تو اجیرن واعظ ✻ باتین کچھ اور کرو قصہ کوئی اور سناؤ

لیکن یہ کہنے سے تو باز نہین رہ سکتا

کاروان رفت و تو در خواب و بیابان در پیش ⊙ کے روی رہ ز کہ پرسی چہ کنی چون باشی؟

شیعیان بمبئی کی تعلیمی حالت

برادران ملت! تعلیم مین مسلمانونکی پستی اور پسماندگی کی داستان بیان کرنا تحصیل حاصل ہے اور ورق گردانی تقاویم پارینہ۔ شیعیان بمبئی مین جہان تک خوجہ حضرات کا تعلق ہے انکی حالت کسیقدر قابل اطمینان ہے۔ ان کے

اسکول ہے۔ انکے پاس یتیمخانہ ہے جہان انکے بچون کی مذہبی تعلیم کا بھی انتظام ہے۔ مگر عام طور پر شیعون کی تعلیمی حالت بہت خراب ہے
عرصہ سے یہ خبر سُنی جاتی ہے کہ شیعہ خوجون کا ارادہ ایک ہائی اسکول قائم کرنے کا ہے جہان دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کا
بھی بندوبست کیا جائیگا۔ مین عرض کرونگا کہ ایک نہین بلکہ متعدد ہائی اسکولون کی بمبئی کے شیعون کیلئے ضرورت ہے۔ اب بمبئی
مین تعلیم عام ہونیوالی ہے ایسی حالت مین کم از کم تین چار اسکولون کی ضرورت ہوگی مناسب ہے کہ جو مدارس موجود ہین انکی طرف
قوم متوجہ ہو اور انھین مین ابتدائی اور اوسط درجہ کی تعلیم کا بندوبست کیا جائے مثلاً مدرسۂ موسسہ خلد آشیان حاجی زین العابدین
مرحوم جو عالیجناب محمد حسین صاحب رشتی اور جناب مستطاب مرزا علی محمد خانصاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی سالیسٹر ہائیکورٹ جیسے
محب قوم و مذہب اور لائق حضرات کے زیر انتظام ہے۔ جناب میرزا صاحب کی علمی قابلیت کا بیان کرنا آفتاب کو چراغ دکھانے کا مصداق
ہے قوم اگر اس طرف متوجہ ہو تو مدرسہ ناصری ہائی اسکول کے درجہ تک پہونچ سکتا ہے اور پھر جناب مرزا صاحب جیسے مسلم الثبوت ماہر تعلیم کی زیر نگرانی
اسکا جیسا اچھا بندوبست ہو سکتا ہے ظاہر ہے۔ خوش قسمت ہین شیعیان بمبئی کہ انہین میرزا علی محمد خانصاحب جیسے ماہر تعلیم موجود ہین۔
ایک اور مدرسہ ہے جو مدرسہ ملا قادر کے نام سے مشہور ہے اسکے نگران وہ حضرات ہین جو عام شیعون کی ترقی کے خواہان ہین اور جنکے
دلونمین مذہب کا سچا جوش اور درد ہے اگر شیعیان بمبئی کی توجہ اس طرف مبذول ہو تو یہ مدرسہ بآسانی مڈل اسکول بن سکتا ہے۔

حضرات! صوبہ بمبئی مین مسلمانون کی تعلیم کے بعض انتظامات خصوصیت سے قابل ذکر ہین۔ پنچگنی
نامی خوشنما پہاڑی پر ایک اسلامی دار العلوم بعض خیر خواہان قوم کی مساعی جمیلہ سے قائم ہے اور مسٹر
حسین عبد اللہ بھائی لالجی صاحب اس کے سکرٹری ہین۔ اس مدرسہ مین ہر طبقہ کے سُنی شیعہ بچے
بلا کسی مذہبی تفریق کے تعلیم پاتے ہین اگر متمول اور متوسط طبقہ کے حضرات اپنے بچون کو یہان تعلیم
کے لئے روانہ کرین تو یہ ہندوستان کا بہترین دار العلوم بن سکتا ہے۔

عدن مین جو مسلمان آباد ہین انکی تعلیم کا کوئی بندوبست نہین اور وہان کے حضرات کو تعلیم کے لئے
اپنے بچون کو مجبوراً ہندوستان کے مدارس مین بھیجنا پڑتا ہے گورنمنٹ کی وزارت کے موجودہ ذمہ دار ارکین
سے یہ کامل توقع تھی کہ تعلیمی دشواریون پر ہمدردانہ نظر فرما کر ان شکایات کو رفع فرما دینگے جو مسلمانون کو
ناکافی انتظامات کی وجہ سے ہین لیکن افسوس کے ساتھ یہ ذکر کئے بغیر چارہ نہین کہ شکایت بدستور
قائم ہے اور مسلمانون کے تعلیمی حقوق پر فوری توجہ کی ضرورت ہے۔

خاص ذکر اور شکر کے قابل شیعون کے لئے ان کی ملت کے خوجہ بھائی یعنی داؤد بھائی فاضل بھائی

مرحوم کا وہ گرانقدر ۵۰ لاکھ کا عطیہ ہے جو مسلمانون کے تعلیمی اغراض کے لئے وقف ہے۔ اس کے

ٹرسٹی شریف دیوجی کانجی اور داؤد بھائی نسے ہین۔ بالفعل اس وقف سے جیسا کہ مقصد ہے مسلمانون

کو فائدہ نہین پہونچا اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ ایک بڑی درسگاہ پونہ کے قریب اسی سرمایہ سے تعمیر

کرنے کی تجویز ہے اور شریف بھائی دیوجی کانجی نے اس کے متعلق پوری پوری کوشش کرکے ایک

بڑا قطعہ اراضی حاصل کر لیا ہے جہان ایک عالیشان درسگاہ تعمیر ہونا تجویز ہوا ہے مگر بعض وجوہ سے

مزید کارروائی معرض التوا مین ہے اور سردست صرف عطائے وظائف پر اکتفا کیا گیا ہے جس کی

بابت ہم کو امید ہے کہ خلاف عملدرآمد سابق آئندہ مستحق شیعہ طلبہ کو بلحاظ انکے استحقاق کے حصہ ملیگا۔

اس موقع پر ایک خاص امر پر بغیر اظہار افسوس کئے ہوے مین نہین رہ سکتا کہ اس صوبہ مین

عربی اور فارسی تعلیم کا رواج کم ہے اور غالباً ہندوستان کے تمام یونیورسٹیون کے مسلمان طلبا کی

تعداد کا جائزہ لیا جائے تو یہ افسوس اور کئی حصہ زیادہ ہو جائیگا کہ روز بروز یونیورسٹی مین عربی و

فارسی کی تعلیم کم ہوتی جاتی ہے تمام مذہبی لٹریچر عربی و فارسی مین ہین اور اس کی جانب سے

مسلمان طلبہ کا تغافل نہایت دل شکن ہے۔ کم از کم شیعہ کالج سے یہ اُمید ہو سکتی ہے کہ تعلیمی نصاب کے

بابت وظائف میں کچھ ایسے شرائط کر دئے جائیں جس سے عربی و فارسی زبان کی تحصیل کی طرف ترغیب ہو جائے۔

تعلیم نسوان } حضرات! تعلیم نسوان کے متعلق اگر مین یہ عرض کرون کہ ہماری دنیوی بلکہ دینی ضرورتون مین اسکا نمبر اول ہے تو کچھ بیجا نہ ہوگا

ہماری عورتون کی جہالت ہماری ترقی مین زبردست سد راہ ہے۔ خیال فرمایئے اگر ہمارے بچے شروع ہی سے ایسی گودون مین پرورش پائین جو زیور

علم سے آراستہ ہون تو انکی نشو و نما کیسی ہوگی اور انکی تربیت پر کیسا اچھا اثر پڑیگا۔ آپ ایسے قابل حضرات کے سامنے فوائد تعلیم نسوان بیان کرنا گل

بہ بوستان بردن کا مصداق ہے لہذا مین اس موضوع پر اس سے زیادہ کچھ نہین کہہ سکتا کہ بحکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تعلیم حاصل کرنا

ہر مسلمان مرد اور عورت کا فرض ہے جیسا کہ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ سے ظاہر ہے۔

افسوس ہے کہ بمبئی مین عام شیعہ لڑکیون کی تعلیم کے لئے کوئی خاص انتظام نہین ہے

اور قوم کو اس امر کی طرف توجہ کرنا لازم ہے۔ تعلیم خانہ داری اور دستکاری کا خاص بندوبست ہونا چاہئے۔

بمبئی میں یہ کام زیادہ دشوار نہیں۔ دستکاری کی تعلیم کیلئے ہم دوسری قوم کی مستورات سے امداد لے سکتے ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی یقین دلادوں کہان خواتین کی امداد سے ہمارے مذہب پر کوئی بُرا اثر ہرگز نہ پڑیگا۔ یہ ہماری خدا کے فضل سے بمبئی مین نہیں ہے۔

اتحاد اسلامیہ

حضرات! بلبل شیراز کا ترانہ ہے

حسنت باتفاق ملاحت جہان گرفت ۞ آری باتفاق جہان می توان گرفت

مختلف فرق اسلامیہ کے اتحاد و اتفاق کے متعلق میں چند باتیں ضرور عرض کرونگا۔ خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ بمبئی کے دو بڑے فرقوں یعنی سُنی اور شیعہ میں اختلاف نہیں ہے اور یہان کے مسلمان بھائی آپس میں مل جلکر رہتے ہیں اتنا ہی نہیں بلکہ اسلام کے ان دونون بازوؤن کو مضبوط بنانے کی نیک کوشش بعض خیر خواہان اسلام کی طرف سے ہو رہی ہے اور ایک جمعیۃ جس کا نام جمعیۃ اسلامیہ ہند ہے اسی غرض سے قائم ہے۔ اگر برادران اسلامی اتفاق و اتحاد چاہتے ہین تو اختلاف کے لفظ کو "ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندۂ معنی نہ ہوا" سے زیادہ وقعت نہ دین اور واعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا کے پُر از حکمت ارشاد باری تعالیٰ پر عامل رہیں جو ہماری کانفرنس کا نصب العین ہے۔

حضرات! دنیائے اسلام پر ایک نہایت ہی نازک وقت ہے۔ مقامات مقدسہ مثل مکہ معظمہ مدینہ منورہ کربلائے معلی نجف اشرف غرض یہ کہ تمام عالم اسلامی میں اس وقت جو حالت ہو رہی ہے وہ آپ حضرات سے پوشیدہ نہیں ہے اگر ہم اسلام کی بہبودی اور بقا چاہتے ہین تو تمام مذہبی جھگڑون کو پس پشت ڈالکر شاہراہ ترقی پر گامزن ہون اور کل فرقے متفق و متحد ہوکر اسلام کو مخالفین کے حملون سے محفوظ رکھنے کی جد وجہد کریں۔ یہ امر باعث مسرت ہے کہ اب مسلمان بھائیون نے اس ضرورت کو محسوس کرلیا ہے چنانچہ جس وقت ترکی کی موت و زیست کا مسئلہ درپیش تھا تو انگلستان مین جو لوگ اسلامی سلطنت و اقتدار کے بقا کیلئے سعی اور کوشش کر رہے تھے انمین تین نمایان ہستیان شیعہ حضرات کی تھیں یعنی ہز ہائینس سر آغا خان بالقابہ۔ رائٹ آنریبل مسٹر جسٹس امیر علی اور اگر اظہار حقیقت کو خود ستائی پر محمول نہ کیا جائے تو یہ ناچیز

تبلیغ مذہب اور شیعہ

حضرات! مجھے کم تعجب نہین ہوا جب بعض حضرات نے اور بعض اسلامی اخبارات نے آریونکی طرف سے شدھی کی تحریک شروع ہونے پر سطح زمین کو صحن قیامت بنالیا خدا کے فضل و کرم سے قلعہ اسلام کی سنگین دیوارین اتنی کمزور نہین ہین کہ خشتہائے گلی سے انھین کوئی صدمہ پہونچے۔ نہ تلوار کے سایہ مین بہشت دیکھنے والون کو شدھی کی بودی کھچیان مرعوب کرسکتی ہین۔ بات صرف اتنی ہی ہے کہ ؎ حدی را تیز تر می خوان چو محمل را گران بینی

آپ اپنے تبلیغی کامون کو زیادہ مستعدی اور سرگرمی کے ساتھ دوسرون سے تعرض کئے بغیر شروع کر دیجئے۔ بمبئی اور علاقہ بمبئی مین تبلیغ کے لئے نہایت وسیع اور زرخیز میدان پڑا ہوا ہے۔ میری تقریر کا تعلق اگرچہ صرف شیعون سے ہے لیکن دیگر حضرات بھی اس طرف توجہ فرمائینگے تو شاید غور کرنے کے قابل انھین کچھ باتین مل جائین۔

حضرات! اگر صرف علاقہ بمبئی کی مردم شماری کی رپورٹ غور سے پڑھی جائے تو معلوم ہوگا کہ یہان کس قدر تبلیغی کام کی ضرورت ہے۔ سندھ مین گجرات مین کاٹھیاواڑ مین بعض قومین تو ایسی آباد ہین جو کوئی مذہب ہی نہین رکھتین۔ بہت سی جماعتون کی حالت یہ ہے کہ ہم آپ جیسے نام نہاد انسانون نے ان کو اس طرح اپنے سے الگ کر رکھا ہے گویا وہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہی نہین۔ ان افتادہ جماعتون کے افراد اگر اٹھنے کی کوشش بھی کرتے ہین تو ذاتون کی تفریق کی بھاری بیڑیان اور اچھوت کی مضبوط زنجیرین ان کو اپنی جگہ سے ہلنے نہین دیتین ان کو اسلام کے سادے اور پاکیزہ اصول کیون نہ سمجھائے جائین۔ کیون نہ اسلامی حریت و مساوات کی تعلیم ان کے ذہن نشین کی جائے۔ کیون ان کو یہ سبق نہ دیا جائے کہ کلمہ توحید پڑھتے ہی تم ہمارے بھائی بن جاؤ گے اور بمصداق انما المؤمنون اخوۃ ہماری ہمسری کر سکو گے۔ علاقہ بمبئی مین جو لوگ اپنے کو شیعہ کہتے ہین ان مین سے بھی اکثر مذہب کے اصول اور فروع سے بالکل ناواقف ہین اور اس کے سوا کچھ نہین جانتے کہ وہ شیعہ ہین۔ ان لوگون کو مذہبی تعلیم دینے کی سخت ضرورت ہے۔

حضرات! اس کام کے لئے ہم کو ایسے واعظون اور مبلغون کی ضرورت ہوگی جن کو مقام تبلیغ پر جانے سے پیشتر ضروریات زمانہ کے مطابق پوری تعلیم دی جائے اور وہان کے مخصوص حالات لوگون کے اخلاق و عادات کی واقفیت اور زبان پر پورا عبور ہو۔ ان حضرات کے اخلاق خلق محمدی کا نمونہ ہونا چاہئے اور اپنے اغراض و مقاصد کی تبلیغ اس طرح کرنا چاہئے کہ کسی دوسرے فرقہ یا جماعت کی توہین اور دلشکنی کا باعث نہ ہو

تبلیغی لٹریچر کی اشاعت

مبلغین اور واعظین کو مختلف مقامات پر بھیجنے سے زیادہ مفید کام تبلیغی لٹریچر کی اشاعت ہے۔ سخت ضرورت ہے کہ شیعہ اصول دین اور فروع دین کے متعلق مختصر رسالے اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ معصومین کی مختصر سوانح عمریان مختلف زبانون مین شائع ہو کر کثیر تعداد مین بہت ہی کم قیمت پر یا مفت تقسیم ہون۔ اردو اب ایسی زبان ہوگئی ہے کہ تمام ہندوستان والے بری یا بھلی

عام طور پر سمجھ سکتے ہیں۔ اگر آسان اُردو میں پہلے چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ (مضامین) لکھائے جائیں جو اردو داں حضرات کے کام آئینگے اور پھر انھیں کا ٹرانس لیٹریشن (TRANSLITERATION) جس زبان میں منظور ہو کیا جائے تو بہت بہتر ہوگا۔ مثال کے طور پر میں واعظ شیرین کلام جناب خواجہ غلام الحسنین صاحب پانی پتی کی تصانیف لطیف "خدا کی ہستی"، "اخلاق حسینی"۔ "ترجمۃ الشہادتین" وغیرہ پیش کرتا ہوں یہ کتابیں ایسی آسان عبارت میں لکھی گئی ہیں کہ نہایت معمولی پڑھا لکھا آدمی انھیں بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ اس اہم مسئلہ کے متعلق مجھے بہت کچھ عرض کرنا ہے جو بخوف طوالت اس وقت کے لئے محفوظ رکھتا ہوں کہ جب یہ تحریک یا تجویز عملی صورت اختیار کرے۔

افسوس تو یہ ہے کہ کانفرنس میں شیعہ مشن کے نام سے ایک شعبہ بھی موجود ہے لیکن جہاں تک میں نے مطالعہ کیا ہے اس شعبہ نے اب تک کوئی نمایاں یا غیر نمایاں کام نہیں کیا۔

شکست رنگ شباب و ہنوز رعنائی

دران دیار کہ زادی ہنوز آن جائی

حضرات! شیعہ کانفرنس کو قائم ہوئے اٹھارہ سال ہو گئے لیکن مجھے کس قدر افسوس کے ساتھ عرض کرنا پڑتا ہے کہ اس نے اب تک قوم کی تنظیم کا کام بھی مکمل طریقہ پر نہیں کیا اور کارکنان کانفرنس مجھے معاف فرمائینگے اگر میں یہ کہوں کہ کچھ بھی نہیں کیا۔ شیعہ کانفرنس کو تو اب تک ایک ایسا زبردست نظام بنجانا چاہئے تھا کہ سیکڑوں قومی تحریکیں مختلف بلاد ہند میں اس کے ماتحت چلتیں اور ہزاروں انجمنیں اس کے زیر اثر کام کرتیں۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ اب تک کانفرنس نے مختلف مقام پر صوبہ اور ضلع کمیٹیاں تک قائم نہیں کیں۔ قطب کی طرح کانفرنس ایک ہی مرکز پر قائم ہے اور اب تک اس کے دورے بھی شمالی ہند تک ہی محدود رہے لیکن اب وقت آگیا ہے کہ کانفرنس اپنی شاخیں تمام صوبوں اور ضلعوں میں قائم کرے اور ہندوستان کے ہر گوشہ تک اپنی آواز پہونچادے۔

ایک غلط فہمی کی اصلاح

حضرات! اس موقع پر ایک غلط فہمی کی اصلاح کو بھی میں ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ حضرات جو لفظ کانفرنس کے مفہوم سے واقف ہیں اور جانتے ہیں کہ شیعہ کانفرنس کیا چیز ہے اور اس کے

دستور العمل کو ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ وہ یقیناً کسی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہیں۔ لیکن وہ افراد ملت جو بلا کسی امر سے واقفیت حاصل کئے محض سنی سنائی بات پر عمل کر کے ایک بڑی غلطی کا شکار ہو گئے ہیں اُن کو حقیقتاً ایک سخت مغالطہ میں یہ کہکر ڈال دیا گیا ہے کہ علماء شریک کانفرنس نہیں ہیں۔

حضرات! شیعہ کانفرنس ایک قومی کانفرنس ہے اس میں کوئی بات بھی تو ایسی نہیں جو اخلاق اور مذہب کے خلاف ہو یا کسی ملت کی دل آزاری کا باعث ہو۔ بحیثیت فرد قوم ایک تعلقدار۔ ایک نواب۔ ایک رئیس۔ ایک فقیر۔ ایک مجتہد اور ایک عالم دین اس میں مساوی حقوق قومی کے ساتھ شرکت کر سکتا ہے۔ اس حیثیت سے شیعہ کانفرنس کا دروازہ سب کے لئے یکساں طور پر کھلا ہوا ہے حضرات علماء و مجتہدین کرام جن کو شرکت کا موقع ہے اور اُن کے ذاتی مصالح مانع نہیں وہ سب شریک ہیں کیونکہ کوئی شرعی قباحت اس کی شرکت میں نہیں ہے۔ شیعہ کانفرنس نے خود ایک مجلس نظارت قائم کی ہے جس کے ارکان صرف علمائے کرام اور مجتہدین عظام ہیں۔

حضرات! جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے لکھنؤ کے صرف چند علماء اپنے ذاتی مصالح کی بنا پر شریک کانفرنس نہیں۔ کارکنان کانفرنس اور استقبالیہ کمیٹی کا تو یہی فرض تھا کہ جہاں تک دعوت اور شرکت کانفرنس کا تعلق ہے بذریعہ تحریر۔ بذریعہ وفد اور بذریعہ اخبارات اپنی آواز کو بلند کرے اور افراد ملت کو اس کی طرف توجہ دلائے۔ چنانچہ شیعہ کانفرنس کی تاریخ میں یہ بات یادگار رہیگی کہ باوجود قلت وقت بمبئی کی مجلس استقبالیہ کی جانب سے شیعہ کانفرنس کا ذکر اخبارات و تحریرات وغیرہ کے ذریعہ سے بہت کثرت و وسعت کے ساتھ خصوصیت سے کیا گیا اور مجلس استقبالیہ نے خاص طور پر علمائے کرام کی خدمت میں شرکت کانفرنس کی دعوت دی اور لکھنؤ کے علماء و مجتہدین کی خدمت میں شرکت جلسہ کے لئے ایک وفد بھی بھیجا

حضرات! اس موقع پر علماء کی شرکت کے ساتھ اس امر پر بھی روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے کہ شیعہ کانفرنس کی شرکت شریعت کے نقطۂ نظر سے کوئی تقلیدی مسئلہ نہیں ہے۔ اور پھر تقلید کی ماہیت اور اصلیت کو بھی اس جگہ نظر انداز نہ کرنا چاہیے۔ ورنہ اپنی قومیت اور اپنی شیرازہ بندی کے مٹانے اور اپنی تباہی کے آپ خود ذمہ دار اور مواخذہ دار ہونگے نہ شریعت پر اس کا الزام ہوگا نہ مذہب پر۔

حضرات! اسلام ہی صرف ایک ایسا مذہب ہے جس نے پیشوایان دین کی کوئی ایسی جماعت
معین نہین کی جیسی کہ مذہب ہنود مین پروہتون کی یا دین مسیحی مین پوپون کی جماعت اُمور دینی کے
انجام دینے کے لئے مخصوص سمجھی گئی ہے۔ ہر مسلمان جو ضروریات دین سے واقف ہو اُن تمام امور کو
انجام دے سکتا ہے جن کا بجالانا قانون اسلام کے بموجب ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اور اُس کے اعمال
کی تقدیس کے لئے کسی ہیئت مخصوصہ کی تصدیق ضروری نہین۔ یہ مذہب اسلام کی سب سے بڑی
خصوصیت ہے۔ مگر فرقہ شیعہ اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھا ہوا ہے اِس فرقہ مین در اجتہاد
ہر شخص کے لئے باز ہے۔ اور ہر شخص اپنی ذات کے لئے خود مجتہد بن سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ ضروری صفات
سے متصف ہو البتہ ایسے لوگون کے لئے جو علم دین سے ناواقف ہون کسی مجتہد کی تقلید لازم ہے
مگر مقلد کسی خاص مجتہد کی تقلید کرنے پر مجبور نہین ہے ہر شخص اپنے علم و تحقیق کے مطابق العالم فالاعلم کی تقلید کرسکتا ہے

حضرات! جس طرح انسانی صورتین ایک دوسرے سے مشابہ نہین ہوتین اسی طرح انسان کے
آرا اور خیالات بھی مختلف ہوتے ہین۔ بنا برین ان کا نکتہ انتخاب بھی ہمیشہ ایک ہی نہین ہوتا۔ اگر
کوئی شخص کسی غیر معروف مجتہد کا مقلد ہو جائے یا کسی ایسے مجتہد کی تقلید کرے جس کے مقلدین کم ہون
تو اُس پر کوئی الزام عائد نہین ہوتا۔ فرقہ شیعہ مین بڑی خوبی اور قابل تعریف بات یہ ہے کہ اُس کے
پیروؤن کو اپنی ضمیر کے مطابق عمل کرنے کی پوری آزادی حاصل ہے۔

برادران ملت! مین ذاتی طور پر علماء کرام اور مجتہدین عظام کو نہایت قابل تعظیم اور لائق
تکریم سمجھتا ہون لیکن اسی کے ساتھ مین یہ بھی محسوس کرتا ہون کہ از بسکہ یہ حضرات مشاغل دینی مین
مصروف و منہمک رہتے ہین اس لئے غالباً ان ذوات مقدسہ کو قوم کی دنیوی۔ معاشرتی اور تعلیمی
ضروریات کے مطالعہ کی طرف پوری توجہ مبذول فرمانے کا موقع نہین ملتا۔ خصوصاً جبکہ ہندوستان کے
شیعون کی آبادی اِس قدر منتشر ہو کہ بعض تو مدراس مین آباد ہون بعض پنجاب مین۔ بعض بنگال مین
اور بعض کاٹھیاواڑ اور گجرات مین۔

برادران ایمانی! مین نہایت ادب سے عرض کرونگا کہ اس کشمکش کے زمانہ مین جبکہ دنیا کی

دوسری قومین نہایت تیز رفتاری کے ساتھ شاہراہ ترقی پر گامزن ہین ہر فرد شیعہ کو اپنے فرائض اور حدود کو سمجھنا چاہیے ایک طرف تو مین اپنے عام بھائیون سے کہونگا کہ وہ اپنے مذہبی۔ قومی اور ذاتی فرائض کو ہمہ وقت پیش نظر رکھین اور اپنے حدود سے تجاوز نہ کرین اور دوسری طرف مین علمائے کرام کی خدمت مین باادب التجا کرونگا کہ وہ ان مشکلات کا لحاظ فرمائین جو عوام شیعہ کی اخلاقی اقتصادی اور مادی ترقی کی راہ مین حائل ہین اور جمیع اقوام ہند کے پہلو بہ پہلو اپنی وقعت و حیثیت کو برقرار رکھنے اور ترقی دینے کی غرض سے جو کوشش اور جد وجہد وہ کر رہے ہین اس مین ائمہ اطہار علیہم السلام کے مقدس ارشادات کے مطابق اُن کی حوصلہ افزائی اور امداد فرمائین۔

حضرات ! مین اپنے فرائض کی ادائیگی سے بالکل قاصر رہونگا اگر ان بھائیون کا شکریہ نہ ادا کرون جنہون نے اس کار خیر مین میری مدد کی ہے۔ مین اُن گجراتی اخبارات کا شکریہ ادا کرتا ہون جو ہمارے پارسی بھائیون کے ہاتھ مین ہین شیعہ کانفرنس کے اغراض و مقاصد کی تبلیغ و اشاعت مین اُنہون نے ہم کو بیحد مدد دی۔ خلافت اخبار تو گویا ہمارا ہی اخبار ہے اور واقعی اگر یہ اخبار ہمارے طول وطویل مضامین و اعلانات وغیرہ شائع نہ کرتا تو بمبئی کی اُردو دان شیعہ پبلک کانفرنس کے حالات سے واقف بھی نہین ہوتی۔

مجھے اس موقع پر اُن مساعی جمیلہ کا تذکرہ بھی ضرور کرنا ہے جو شیعہ کانفرنس کے متعلق ثقۃ الاسلام آقائی میرزا عبدالرحیم صاحب بلبلہ بادکوبی نے فرمائی ہین۔ ممدوح نے ورود وفد شیعہ کانفرنس کے زمانہ سے کانفرنس کے اغراض و مقاصد کی جس حسن و خوبی سے انجام و تفہیم فرمائی ہے وہ واقعتاً قابل قدر ہے۔

برادران ایمانی ! مین آخر مین پھر آپ حضرات سے ان تکالیف اور زحمتون کیلئے معافی کا خواستگار ہون جو آپ کو دوران قیام مین ہماری فروگذاشتون اور کوتاہیون کی وجہ سے ہو گئی ہون یا ہو گئی ہین۔ اب مین اپنی اس تقریر کو اس دعائے خیر پر ختم کرتا ہون کہ خداوند تعالیٰ آپکے تمام دینی و دنیوی مقاصد بر لائے اور اس کانفرنس کا نتیجہ یہ ہو کہ خدانخواستہ جیسا کہ اس کے پیشتر کچھ اختلاف کی افواہین تھین اگر ان کی کچھ اصلیت ہو تو وہ مبدل باتفاق ہو کر ہو جائین آمین